سعادتوں کا بحرِ بے کنار

رمضان المبارک کی با برکت ساعتوں کے بعد ماہِ شوال میں مدارسِ دینیہ کے تعلیمی سالِ نو کا آغاز ہوتا ہے۔ متلاشیانِ علم کے قافلے کشورِ حسین کے طول وعرض سے جامعات کی طرف رواں دواں ہوتے ہیں۔ کچھ حریمِ دل کے طاقوں میں حُبِّ دین کی انگیٹھی سلگنے کی بنا پر رختِ سفر باندھتے ہیں۔ بعض کو اس سعادت عظمیٰ کے حصول کے لیے برانگیختہ کیا جاتا ہے۔

بارگاہِ الٰہی راہِ علم کے تمام مسافرین کے لیے نوازشات کے خزانوں کے منہ کھول دیتی ہے۔ کہیں ﴿یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾ فرما کر، کہیں ﴿قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ کے پیرائے میں عالم و جاہل میں حدِ فاصل قائم کر کے اور کہیں زبانِ نبوت سے «مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ» کہلوا کر۔

طلبِ علم کا میدان تو سعادتوں کا ایک وسیع ٹھاٹھیں مارتا قلزم ہے، عظمتوں کا ایک بحرِ بے کنار ہے، اِدھر دیکھو! طالب علم کے احترام میں فرشتوں کے گروہ پَر بچھائے ہوئے ہیں، مچھلیاں دریاؤں کی روانی وطغیانی میں مصروفِ دعا ہیں اور قدسیوں کی ڈار ﴿فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ﴾ کا وظیفہ کر رہی ہے، یوں عرشِ بریں سے فرشِ زمیں تک اس کی عظمت کے قصیدے پڑھے جا رہے ہیں اور اس کی توصیف وثنا کے نغمے گائے جا رہے ہیں۔

بہت سے علم کے دلدادہ لہجوں کی تلخی پر، فکروں کی آوارگی پر، آوازوں کی تُرش روئی پر، کرداروں کی کڑواہٹ پر یا ہم نشینوں کی بے رخی پر دل ہی دل میں اپنی شِکست کا سامان کر لیتے ہیں اور نبضِ نفس شیطان کے ہاتھ میں دے دیتے ہیں۔ یاد رکھیں، لوحِ دل پر یہ نقش کر لیں کہ ایسے لوگ کبھی بھی فائز المرام نہیں ہو سکتے جو مردودِ کائنات کا شکار بن جاتے ہیں۔ شاہراہِ دین کا ہر طالبِ علم ابلیس کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح چبھتا ہے سو اپنی سلامتی اور دفاع کے لیے چٹانوں سے زیادہ مضبوط اور ہمالہ سے زیادہ بلند ہونا ضروری ہے۔ یہ سفر مشقتوں کا سفر ہے، تاریکیوں میں غوطہ زن ہونے کا سفر ہے، راتیں آنکھوں میں کاٹنے کا سفر ہے، کانٹوں کی سیج پہ چلنے کا سفر ہے، حاسدین سے مصافحہ اور معاندین سے معانقہ کا سفر ہے اور مصائب ومشکلات کے امڈتے طوفانوں کو خوش آمدید کہنے کا سفر ہے۔

بقول شخصے

إِذَا اشْتَدَّتْ بِكَ الْبَلْوٰى، فَفَكِّرْ فِي أَلَمْ نَشْرَحْ
فَعُسْرٌ بَيْنَ يُسْرَيْنِ، إِذَا فَكَّرْتَهُ فَافْرَحْ

ثباتِ قلب کے لیے ہمیشہ خالقِ کائنات سے دعا ومناجات کا بازار گرم رکھیے۔ دعا کے ہتھیار سے لیس ہو کر شیطان کا منہ موڑ دیجیے۔ پہلے دن ہی سے اپنے مقصد اور ہدف کے لیے جُت جائیے، لیکن کبھی بھی اپنے حال کو دیکھ کر استقبال کا فیصلہ نہ کریں۔ انبیائے کرام گلہ بانی کرتے رہے، بکریوں کے ریوڑ ہانکتے رہے، لیکن پیغمبری کے لیے منتخب کیے گئے۔ بس آپ مخلص ہو جائیں اللہ جلّ جلالہ نے جو کام لینا ہوگا خود اس کی توفیق عطا فرما دے گا۔

اور ہاں

''کبھی بھی اپنی ذہانت اور عبادت پر ناز نہ کیجیے گا۔ شیطان بھی بہت ذہین تھا وہ بھی بہت عبادت گزار تھا۔ کبھی بھی تکبر، فخر، خود پسندی اور عُجب کا شکار نہ ہونا، کہیں کج روی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لینا۔''

تزکیہ و اتّقاء کا دامن پکڑ کر، عَفاف و ہُدیٰ کے سائل بن کر، نئے ارادوں کے ساتھ، نئی اُمنگوں کے ساتھ، پاکیزہ فکروں کے ساتھ اور اچھوتے خیالات کے ساتھ امت کو دوبارہ گم گشتہ مجد وشرف سے آراستہ کرنے کے لیے میدانِ عمل میں اتریے اور مایوسی سے کنارہ کیجیے۔ دنیا آپ کی راہوں میں پلکیں بچھانے کی منتظر ہے، ستارے اگرچہ ٹوٹ گئے ہیں، لیکن سورج تو چمک رہا ہے، اس سے کرنیں مانگ لو اور اُن اندھیری راہوں میں بچھا دو جہاں اُجالے کی سخت ضرورت ہے۔

خامہ اثر: اُسامہ احمد (آٹھویں کلاس)

غافل! تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی

وقت زندگی ہی کا دوسرا نام ہے۔ اگر زندگی سے یہ ساعتیں، یہ لمحے اور لحظے نکل جائیں تو آئینہ خیال میں زندگی کا کوئی تصور باقی نہیں رہتا۔ یہ وقت ہی ہے جس کے دوش پہ انسان چوٹیوں کو سر کرتا، پہاڑوں کو سرنگوں کرتا، زمین کے سینے میں شگاف ڈالتا اور زمانے کے دھاروں کو بدلتا ہے، لیکن جونہی وقت ختم ہوتا ہے انسان آغوشِ قبر میں چلا جاتا ہے، گویا کارخانۂ حیات وقت ہی کا رہینِ منت ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «يَا ابْنَ آدَمَ! أَنْتَ أَيَّامٌ، كُلَّمَا ذَهَبَ يَوْمٌ ذَهَبَ بَعْضُكَ».

زندگی کی نبضوں کا ڈوبنا اور سانوں کی لہروں کا ٹوٹنا یقینی ہے، کاسۂ حیات سے آبِ حیات کا ختم ہونا اور شجرِ حیات پہ خزاں کا آنا بھی لازمی ہے، لیکن پیامِ اجل سے پہلے پہلے جنھوں نے ان سانسوں کی قیمت ادا کی، موت ایسے لوگوں کو بامِ عروج پہ پہنچا دیتی ہے، وہ مردانِ کار جنھوں نے وقت کے آبگینوں کو تحفظ دیا ہے وقت نے ان کی زندگیوں کو تحفظ دیا ہے۔ جنھوں نے لمحات کو اہمیت دی ہے وقت نے ایسے لوگوں کا نام آبِ زریں سے لکھا ہے، جو ایک ایک لمحے کی قدر کرتے ہیں وقت ان کا ایک ایک لمحہ قیمتی ترین بنا دیتا ہے۔

عامر بن قیس رحمہ اللہ سے جب کہا گیا کہ آؤ کچھ دیر مل کر بیٹھیں تو انھوں نے فرمایا: وقتِ ملاقات چاہتے ہو تو سورج سے کہو کہ کچھ دیر اپنی گردش روک لے .... خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے بارے میں کسی شخص نے کہا: «مَا رَأَيْتُ الْخَطِيبَ إِلَّا وَفِي يَدِهِ كِتَابٌ يُطَالِعُهُ» .... کسی شخص نے عبداللہ بن امام احمد رحمہ اللہ کے بارے میں اپنا مشاہدہ یوں بیان کیا ہے: «وَاللهِ! مَا رَأَيْتُهُ إِلَّا مُبْتَسِمًا أَوْ قَارِئًا أَوْ مُطَالِعًا».

دینِ اسلام ہمیں وقت کی اہمیت کچھ یوں سکھاتا ہے۔ ''طَرَفِي النَّهَارِ'' کے ذریعے نمازوں کو وقت کے ساتھ مرتبط کیا گیا، ''شَهْرُ رَمَضَانَ'' کے ذریعے روزوں کو وقت کے دامن کے ساتھ باندھا گیا، ''يَوْمَ حَصَادِهِ'' کے ذریعے زکاۃ کو سِلکِ وقت میں پرویا گیا، ''أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ'' کے ذریعے حج کو گلدستۂ وقت میں جگہ دی گئی، ''قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا'' اور ''فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا'' میں امامِ کائنات ﷺ کو ٹائم ٹیبل عطا فرمایا گیا، ''وَاللَّيْلِ''، ''وَالْفَجْرِ''، ''وَالضُّحٰى'' اور ''وَالْعَصْرِ'' کی قسموں اور قرآن سورتوں کے یہ نام رکھ کر وقت کی اہمیت کو دوچند کر دیا گیا۔

وقت دو دھاری تلوار ہے، اگر آپ نے اسے نہ کاٹا تو یہ آپ کو کاٹ دے گا۔ یہ ہوا کے جھونکے کی طرح چلتا اور بادل کے سبک رفتار ٹکڑے کی طرح گزرتا چلا جاتا ہے۔ یہ برف کی طرح پگھلتا اور آگ کی طرح مدھم ہوتا چلا جاتا ہے ...... اگر یہ لمحات گزر گئے جن کے دوش پہ آج سوار ہیں تو پھر وہ وقت بھی آئے گا جب نوائے شوق دل میں مقید ہوگی، لیکن راہ آزادی نہ دارد۔ حسرتیں قعرِ قلب میں سرگریاں ہوں گی، لیکن رستۂ تکمیل مسدود۔ دل میں ہیجان و انفجار کے آتش فشاں ہوں گے، لیکن حالات ناموافق۔ بہت کچھ چاہنے کے باوجود آپ کچھ نہیں چاہ سکیں گے اور بہت سے ارادوں کے باوجود کچھ نہیں کر پائیں گے، سوائے اس کے کہ دل سے غم و اندوہ کے بادل اٹھیں اور آنکھوں سے چھم چھم برس پڑیں۔

ایک ایک لمحے کو قیمتی سمجھیے، لمحوں کی قدر و قیمت اس وقت عیاں ہوتی ہے جب ایک منٹ کی تاخیر سے گاڑی اور فلائٹ ہاتھ سے نکل جائے، تکبیرِ اُولی سے محرومی ہو جائے اور صفِ اول کی سعادت نہ مل سکے ...... وقت کو قیمتی ترین بنانے کے لیے کامیاب انسانوں کی سیرت پڑھیے متاعِ وقت پر لکھی کتابیں پڑھیے، مسلسل ٹائم ٹیبل بناتے رہیے، دعا کا دامن کبھی نہ چھوڑیے اور ہمہ وقت ذکرِ الٰہی سے رطب اللسان رہیے۔

وَلَا تُرْجِ عَمَلَ الْيَوْمِ إِلَى الْغَدِ
لَعَلَّ غَدًا يَأْتِي وَأَنْتَ فَقِيدٌ

''آج کا کام کل پر نہ چھوڑیے، ممکن ہے کہ کل تو آجائے اور آپ دنیا میں موجود نہ ہوں۔''

(امیر حمزہ فیض)

بند دروازوں کا سبب

ترقی و عروج اور اقبال و کمال کے بند دروازے محض جنون، جذباتیت اور جوش سے نہیں کُھلتے بلکہ عرق ریزی، حکمتِ عملی اور کئی صدیوں پر محیط محنتِ شاقہ انھیں کھولنے کا باعث بنتی ہے۔ تعجب ہے اس حیوانِ ناطق پر جو بارہ سو صدیوں پر محیط راہِ نجات سے کنی کتراتا اور اپنے نفس کو ایسے واہیات امور میں صرف کرتا ہے جو اس کے کردار کے لیے تباہ کن، نفس کے لیے مہلک، دیانت و فطانت کے لیے انتہائی نقصان دہ اور اس کے پورے کنبہ وقبیلہ اور ملک و مسلک کے لیے ناکامی و نامرادی کا باعث ہیں۔

جی محترم قارئین! میں موجودہ دور میں پائے جانے والی فحش محفلوں اور بیہودہ لٹریچر کی بات نہیں کر رہا، بلکہ میرا مقصد آپ کو اس چیز کی طرف توجہ دلانا ہے جو کروڑوں لوگوں کو نفسیاتی، معاشی اور اخلاقی تباہ کاریوں میں مبتلا کر چکی ہے .... اور وہ چیز ہے موبائل فون .... دین کے طلباء جن کی ذہانت اور مساعی جمیلہ امتِ مسلمہ کے لیے راہِ نجات کا ذریعہ بن سکتی ہیں، وہ بھی اپنے آپ کو اس فتنہ میں مبتلا کیے ہوئے شب و روز سکرینوں پر سکرالنگ (Scrolling) میں گزارتے ہیں اور حیا باختہ خیالات سے اپنے آباء کے خون سے نمو پانے والے گلشن کی ویرانی و بربادی میں مصروف ہیں۔

موبائل ایپلیکیشنز کے موجد اپنے بچوں کو ان ایپس (Apps) سے تہی دامن رکھتے ہیں، فیس بک کا موجد مارک زکر برگ، ٹوئٹر اور پب جی کے بانی اپنے بچوں کو ان سے دور رکھتے ہیں، کیونکہ یہ لوگ ان کے نقصانات کو جانتے ہیں۔ انسانی ترقی کے دریچوں کو وَا کرنے کی بجائے انھیں مقفل کرنا موبائل کا اولین ٹارگٹ ہے، لیکن یہی بہت سارے طلباء کی سب سے بڑی کمزوری بن چکا ہے۔ کسی بھی قوم کو ان کی حقیقی زندگی سے محروم کرنے کے لیے ان کی کمزوریوں کو پکڑا جاتا ہے۔

چند ہمدرد اہلِ علم اس مصیبت کی تباہ کاریوں سے آگاہ ہیں اور اسے فتنہ قرار دے کر دھتکار دیتے ہیں، کچھ خیر خواہ مشائخ تو موبائل سے نفرت دلانے کے لیے اسے استعمال کرنے والے کی قسم قبول کرنے میں توقف کرتے ہیں، کیونکہ یہ شیطانی آلہ بندے کو فسق و فجور کا مجسمہ بنا کر مردود الشہادۃ بنا دیتا ہے۔

بعض صاحبِ بصیرت طلبائے عظام بھی اس کو ذہانت، دیانت اور ایمان و امانت کے لیے زہرِ قاتل سمجھتے ہیں۔

ماہرِ نفسیات لکھتے ہیں کہ موبائل چلانے سے انسانی دماغ کے خلیے اس قدر کثیر تعداد میں متاثر ہوتے ہیں کہ انھیں دوبارہ بننے کے لیے ہزاروں سال درکار ہوں، اور ہاں ذہنی دباؤ، ڈپریشن، جلد اور خصوصاً آنکھ پر منفی اثرات نیز دیگر متعدد امراض کا ایک اہم سبب موبائل کا بہت زیادہ استعمال ہے، حالانکہ انسانی نفسیات خوشی اور سکون کا مطالبہ کرتی ہیں۔

آگاہ رہنا!!! جو زندگی کی دوڑ میں اعمالِ صالحہ نہ کر کے پیچھے رہ گیا اس کا مال و نسب اسے آگے نہ کر سکے گا۔

کون کر سکتا ہے اس کی آتشِ سوزاں کو سرد
جس کے ہنگاموں میں ہو ابلیس کا سوزِ دروں

(خاکسار: عُکّاشہ رؤوف)

رول ماڈل اور شفاف آئینہ

انسان طبعی طور پر آئیڈیل پسند واقع ہوا ہے، قدرتِ الٰہیہ نے ذوقِ انساں میں نقالی کا عنصر ودیعت کر رکھا ہے، ابنِ آدم لاشعوری طور پر ہمہ وقت کسی سیمپل، آئیڈیل، اُسوہ، قُدوہ اور نمونے کا متلاشی رہتا ہے، اس پر وعظ ونصیحت کا اس قدر اثر نہیں ہوتا جس قدر وہ اپنے کسی پسندیدہ آئیڈیل سے متاثر ہوتا ہے۔ اس کا اولین اظہار گھر سے ہوتا ہے، بچہ اپنے ماں باپ کو جیسے کرتا دیکھتا ہے ویسے ہی مثبت ومنفی کردار کو مقصدِ حیات بنا لیتا ہے، اگر والدین جہنم سے بچنے کا انتظام کریں گے تو بچے بھی متقی ہوں گے، اسی لیے ارشادِ باری تعالیٰ ہوا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ میری جہدِ مسلسل نے تو اس ترتیبِ قرآن سے یہی نتیجہ نکالا ہے کہ اگر کوئی شخص خود کو آگ سے بچائے گا تو اسے رول ماڈل سمجھ کر اس کے اہل خانہ بھی نارِ جہنم سے محتاط ہو جائیں گے۔

نماز فرض ہوئی تو جبریلِ امین سے نماز کا عملی نمونہ آپ ﷺ کو دکھایا گیا، فتح مکہ کے موقع پر بعداز نمازِ عصر روزہ ختم کروانے کے لیے آپ ﷺ نے سب سے پہلے روزہ توڑا۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر رنجیدہ وکبیدہ خاطر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب اُسوۂ حسنہ اور اپنے رول ماڈل کو سر منڈواتے دیکھا تو بلا تاخیر اپنے احرام کھول دیے اور سر منڈوا لیے۔

گلشنِ علم کے درخشندہ ستارو! امت کسی رول ماڈل کی تلاش میں ہے، ضلالت کی اتھاہ گہرائیوں میں بھی لوگ کسی ایسے آئیڈیل اور اُسوہ کی تلاش میں ہیں جو ان کی اصلاح کر سکے، وہ محض علمی نہیں بلکہ عملی نمونہ چاہتے ہیں، اُن کو ایسے طلباء وعلماء، واعظین وخطباء، آئمہ وقُرّاء اور مربی ومصلح قائدین کی تلاش ہے جن کی اپنی آنکھیں بدنظری سے محفوظ ہوں، جن کی تنہائیاں اور خلوتیں پاکیزہ ومطہر ہوں، جن کی راتیں شب بیداری کے نغموں سے معطر ہوں، عوام کاروبار میں ڈنڈی مارنے اور ہیرا پھیری سے تب رکیں گے جب اُن کا مذہبی لیڈر اور پیشوا اپنی ذمہ داریوں میں ہیرا پھیری سے بچتا ہوگا، فتنوں کی بھرمار اور اژدہام میں شیخ البانی رحمہ اللہ جیسے تحمل کے پیکر بھی کہہ اُٹھے کہ اگر پیغمبرِ عالم ﷺ نے تمنائے موت سے نہ روکا ہوتا تو امتِ مسلمہ کی یہ حالت دیکھ کر میں اللہ تعالیٰ سے موت کی تمنا کرتا۔

میرے بھائیو! زندگی کا پیٹرن بدلیے، ایسے بن جائیے کہ آپ کو دیکھ کر اللہ یاد آئے، لوگ آپ کی صحبت ورفاقت سے، بلکہ آپ کا صرف نام سن کر حیا کرنے لگیں۔

یاد رکھنا آئینہ اگر دھندلا ہوگا اور گرد وغبار اس پر چھایا ہوگا تو وہ لوگوں کی اصلاح اور فائدہ نہ کر پائے گا، ہاں اگر وہ صاف اور شفاف ہوگا تو ہر کسی کی ہر وقت خاموشی واخلاص اور محبت واحترام کے ساتھ اصلاح وخیرخواہی کرتا رہے گا، شفاف آئینہ بن جائیے اور امت کی ہمدردی وغمگساری کے جذبات سے لبریز ہو کر شیطان کی تدبیروں کا رُخ موڑ دیجیے۔ بارك الله فيكم!

ہم اگر منزلیں نہ بن پائے
منزلوں تک کا راستہ ہو جائیں
دیر سے سوچ میں ہیں پروانے
راکھ ہو جائیں یا ہوا ہو جائیں

(امیر حمزہ سرکانی)

ادب و احترام اور قربانیوں کی داستان

اس عالمِ کون و مکاں میں بے شمار معاشرے ابھرے اور رخصت ہوئے لیکن آج سے چودہ سو سال قبل سرزمین عرب میں رسولِ معظم ﷺ کی محنت وفیض لامتناہی سے جو معاشرہ عالمِ وجود میں آیا اس کی نظیر پیش کرنے سے زمانہ قاصر ہے۔ شمعِ رسالت کے یہ پروانے، آسمانِ نبوت کے چمکتے ستارے، گلشنِ محمدی کے مہکتے پھول، آفتابِ رسالت کی جھلملاتی کرنیں، آغوشِ نبوت کی پروردہ ہستیاں اور درسگاہِ نبوی میں تربیت پانے والا صحابہ کے اس بے خار گلدستے کا ہر پھول زینت و رعنائی میں اپنی مثال آپ تھا۔ تیئیس سال کی انتہائی قلیل مدت میں صفہ یونیورسٹی سے ابھرنے والے فضلاء نے زمانے کا رُخ موڑ کر رکھ دیا، ان کی پاکیزگی و پارسائی، اور عالی شان فوز و فلاح کی گواہی قرآن بھی دیتا ہے: ﴿رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ﴾، کہیں یوں ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ۝﴾ اور کہیں یہ سرٹیفیکیٹ ملتا ہے ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوۡنَ﴾۔

لیکن ذہن میں ایک سوال اٹھتا ہے کہ آخر یہ کامیابی اور فوز و فلاح کے سرٹیفیکیٹ اور گولڈ میڈلز ان کے لیے ہی کیوں؟ تاریخ کی ورق گردانی سے یہ وجہ بھی مل جاتی ہے۔ تو سنیے .... ان کی محبت آپ ﷺ سے اتنی شدید تھی جو تمام محبتوں سے فائق تھی، انھوں نے آپ ﷺ کو اپنے نفسوں اور اپنی اولاد پر ترجیح دی، والدین پر مقدم کیا، اپنے بیوی بچوں کو آپ کے سامنے رخیص سمجھا، اپنے قبیلوں، گھروں اور شہروں کو خیرباد کہا۔ ایک لمحہ آپ ﷺ سے الگ ہونا ان کے دلوں کو بے چین کر دیتا۔ اپنی محبت و الفت کی ایسی مثالیں رقم کیں جنھوں نے نہ صرف اپنوں کو بلکہ دشمنوں کو بھی حیرت زدہ کر دیا۔ مشرکین کا بین الاقوامی سفیر عروہ بن مسعود ثقفی (رضی اللہ عنہ) آنکھوں دیکھا حال اپنی مشرک قوم کے سامنے یوں بیان کر رہا ہے: "اے میری قوم! میں نے کئی بادشاہوں کے پاس حاضری دی، قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے پاس بھی گیا، اللہ کی قسم! میں نے کوئی بھی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی تعظیم اصحاب محمد ﷺ، محمد ﷺ کی کرتے ہیں: «وَاللّٰهِ إِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوْا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّوْنَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَهُ»

اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ .... جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔

یہ دیکھیں .... کہیں سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں رسولِ مکرم ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے اپنا ہاتھ شَل کروا رہے ہیں .... حُبِّ محمد ﷺ میں خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ تختہ دار پہ رتبہ بلند سے سرفراز ہو رہے ہیں .... سیدنا زید بن دَثِنہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خاطر جسم کے ٹکڑے کروا رہے ہیں ..... سیدنا حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ صدائے پیغمبر ﷺ پہ پہلی رات کی دلہن کو چھوڑ کر نذرانہ جان پیش کرتے ہوئے غسیلِ ملائکہ کا عہدہ پا رہے ہیں .... دفاعِ رسول ﷺ میں 313 کا نہتا لشکر 1000 کے مسلح گروہ کے سامنے ڈٹ جاتا ہے۔

شکارِ ماہ کہ تسخیرِ آفتاب کروں
میں کس کو چھوڑوں کس کا انتخاب کروں

الغرض زمانے کا رخ موڑنا ہے تو صحابہ کی طرح ایثار و قربانی پیش کریں، گھربار کی قربانی، محبت و پیار کی قربانی، مال اور اولاد کی قربانی، خواہش و خیال کی قربانی، دین قربانیاں مانگتا ہے، آپ بھائی بھی دینِ محمدی سیکھنے کی تڑپ میں بڑی قربانی دے کر آئے ہیں، استقامت دکھانا، ڈٹے رہنا، ان شاء اللہ! آپ بھی فضلائے صفہ یونیورسٹی کی طرح زمانے کی باگیں موڑ سکیں گے۔ ان شاء اللہ!

أقول قولی هذا و بالله التوفيق.

(قلمکار: بلال حمید، درجہ ثامنہ)

حسین ترین افراد، حسین ترین اوصاف

ہر صاحب عقل وفہم پر لازم ہے کہ دینِ فطرت اور دینِ حق تک پہنچے، خالقِ ارض وسما نے انسان کو عقلِ سلیم کے ساتھ ساتھ، انبیائے کرام علیہم السلام اور اپنی کتابوں سے بھی نوازا، بابِ نبوت کی بندش اور خاتم الانبیاء علیہ السلام کے بعد قیامت تک کے لیے مشنِ انبیاء جاری رکھنے کے لیے سلسلۂ دعوت و اصلاح جاری فرمایا اور اس کی اہمیت وفضیلت کچھ یوں عیاں کی: ﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝﴾ ’’اور اس شخص سے زیادہ اچھی بات کس کی ہوسکتی ہے جس نے (لوگوں کو) اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیے اور کہا: بے شک میں تو فرماں برداروں میں سے ہوں۔‘‘

یہ عظیم عمل اللہ رب العزت کے ہاں حسین ترین اعمال میں شامل ہے اور اسے ادا کرنے والا بھی عنداللہ حسین ترین بات والا شمار ہوتا ہے، لیکن اس بلند رتبے پر فائز ہونے کے لیے سطورِ ذیل میں بیان کردہ اوصاف کا اختیار کرنا بھی بہت ضروری ہے۔

■ **اخلاص اور تقویٰ:** اسلام کی دعوت کوئی عام دعوت نہیں کہ صرف زبان سے ادائیگی کافی ہو بلکہ دعوت کے اندر اخلاص اور سچائی کا عنصر بھی مطلوب ومقصود ہے۔ ریاکاری اور شہرت کے حصول کا شائبہ تک نہ ہو، ارشادِ الٰہی ہے: ﴿اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ﴾، اسی طرح فرمانِ پیغمبر ﷺ ہے: «مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللهُ بِهِ وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللهُ بِهِ».

■ **علم وفہم:** داعی کا بصیرت و آگاہی اور علم وفہم سے آراستہ ہونا بہت ضروری ہے، اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ﴾۔

■ **حکمت و دانشمندی:** داعی کی صفاتِ عظیمہ میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ دین کی دعوت میں حکمت و دانشمندی کا مظاہرہ کرے، لوگوں کے احوال سے بخوبی آگاہ ہو، بات کو آسان اسلوب اور عام فہم انداز میں پیش کرے۔ ربِ کائنات فرماتے ہیں: ﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾۔

■ **صبر و برداشت اور حلم و بردباری:** دعوت میں تسلسل، تمام حالات میں برداشت و استقامت، پیش آمدہ مصائب وآلام پر بردباری کا مظاہرہ اور انتقام کی بجائے دعا اور خوبصورت ردِّعمل کثیر افراد کو راہِ راست پر لے آتا ہے۔ تکلیف پر صبر کرنا منہجِ پیغمبر ﷺ ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝﴾، اسی طرح فرمایا: ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ﴾۔

■ **عفو و درگزر:** ہر آدمی سے غلطی ہو جاتی ہے، لیکن غلطی پر معافی دینا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ تو دعوت ایک ایسا کام ہے جس میں عفو و درگزر ضروری ہے، اس کے بغیر دعوت نامکمل ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا﴾۔

■ **تواضع اور انکسار:** تواضع اور عجز و انکسار بندے کو رفعتوں اور بلندیوں سے نوازتا ہے، ایک داعی کو مجسمۂ تواضع ہونا چاہیے، تکبر کی بُو سے بھی بھاگنا چاہیے جو کہ دعوت کی تاثیر میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ» (صحيح مسلم، حديث: 2588)۔

■ **اخلاقِ حسنہ اور نفاست و متانت:** آدمی کی طبیعت میں اللہ نے نفاست رکھی ہے، ہر غیر فطری کام سے انسان بہر حال نفرت کرتا ہے۔ اس لیے داعی کو خوش کلام، خوش مزاج، نفیس الطبع اور متانت وسنجیدگی کا بھی پیکر ہونا چاہیے، تاکہ دعوت باثر ہو، مالک الملک نے فرمایا: ﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾۔

■ **قول وفعل میں ہم آہنگی:** ارشادِ الٰہی ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝﴾، سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ یہ ارشادِ مصطفی بیان کرتے ہیں: ’’جہنم میں ایک شخص کو لایا جائے گا، اس کی انتڑیاں باہر نکل آئیں گی اور وہ ان کے گرد یوں گھومے گا جیسے گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے، اہل جہنم اس کے پاس جمع ہو کر کہیں گے کہ اے شخص! کیا تو ہمیں نیکی کا حکم اور برائی سے منع نہیں کیا کرتا تھا؟ وہ کہے گا کہ واقعی ایسا ہی تھا، لیکن میں جس چیز کا تمھیں حکم دیتا تھا اسے کرتا نہیں تھا اور جس چیز سے روکتا تھا اس کا ارتکاب کیا کرتا تھا۔‘‘ (صحيح البخاري، حديث: 3267) اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر اچھے وصف کا خوگر بنائے۔ آمین وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العلمین۔

(بندۂ ناچیز: عبدالرحمٰن طارق، آٹھویں کلاس)

اُٹھو! رکاوٹیں اُکھاڑ پھینکو

راہِ علم میں محوِ سفر احباب کے قلوب و اذہان کے گوشوں میں یہ تمنا اور آرزو انگڑائی لیتی رہتی ہے کہ وہ امام بخاری رحمہ اللہ کی طرح حافظے کا پہاڑ ہوں، امام احمد رحمہ اللہ کی طرح استحضار کا عمدہ شاہکار ہو، جس چیز کو پڑھیں یا سنیں وہ دل پر یوں نقش ہو جیسے پتھر پر لکیر۔ کیا ایسا ممکن ہے ....؟؟؟ ...... ہاں! لیکن .... یاد رکھنا، علمِ دین انتہائی غیرت مند چیز ہے جو اپنے ساتھ کسی دوسری چیز کی آمیزش تو دور کی بات ہے، بُو کو بھی ناپسند کرتا ہے، یہی وجہ ہے جو علم کا متلاشی اس نورِ الٰہی کے ساتھ ہلکی سی ظلمت کو ملاتا ہے تو غیرت سے لبالب بھرا ہوا یہ خوبصورت علم فوراً غیر محسوس انداز میں نسیان، عدمِ استحضار اور التباس و اختلاط جیسی سزاؤں سے دوچار کر دیتا ہے، طالب علم یاد کرنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن اس کی طاقت نہیں پاتا، بہت سی کتب کا مطالعہ کر چکا ہوتا ہے لیکن کچھ بھی یاد نہیں رہتا، بہت سے عزائم کو عملی جامہ پہنانا چاہتا ہے، لیکن کامیابی نہیں ملتی۔

نہایت سخت ضرورت ہے یہ سوچنے کی کہ کہیں ہم حسد میں مبتلا تو نہیں، کہیں ہمارے بول، چلن میں تکبر کی بُو تو نہیں آ رہی، ہمارا دامن کہیں شہرت ریاکاری کے دامن میں تو نہیں پھنس گیا، کہیں دوسروں کی نظروں کا مرکز بننے کی سعی تو نہیں چل رہی، عُجب اور خود پسندی کا شکار تو نہیں، کہیں چغلی و غیبت، ٹھٹھا و مذاق، تمسخر و استہزاء، دوسروں کو حقیر جاننا، نیچا دکھانا ہماری روش تو نہیں بن گیا، کہیں ایسی صحبت کے متلاشی تو نہیں جو شرعاً اور اخلاقاً نقصان دہ ہے، کہیں آنکھوں میں حیا کا فقدان تو نہیں، کہیں خیالات کے گھوڑوں پر سوار ہو کر تعلیق بالمحال تو قائم نہیں کر رہے، ہم ان کاموں کو ناک پہ بیٹھی مکھی کی طرح یوں معمولی سمجھتے ہیں کہ ہماری نظروں میں یہ گناہ ہیں ہی نہیں، جبکہ ہماری ذہانت، علم میں مضبوطی، استنباط کی باریکی اور سب سے بڑی چیز بصیرت کی جڑوں کو یہ کھوکھلا کر رہے ہوتے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ باوجود علم کے سمندر ہونے کے امام وکیع سے حافظے کی خرابی کا شکوہ کرتے ہیں ؎

شَكَوْتُ إِلَى وَكِيْعٍ سُوْءَ حِفْظِي
فَأَرْشَدَنِي إِلَى تَرْكِ الْمَعَاصِي
وَأَخْبَرَنِي بِأَنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ
وَنُوْرُ اللهِ لَا يُهْدٰى لِلْعَاصِي

''میں نے وکیع رحمہ اللہ سے اپنے حافظے کے کمزور ہونے کی شکایت کی تو انھوں نے مجھے گناہ چھوڑ دینے کی طرف رہنمائی فرمائی اور مجھے بتایا کہ علم تو نور ہے اور اللہ کا نور نافرمان کو ہدیہ نہیں کیا جاتا۔''

اور یہی بات عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے یوں بیان کی:

رَأَيْتُ الذُّنُوبَ تُمِيتُ الْقُلُوبَ
وَقَدْ يُورِثُ الذُّلَّ إِدْمَانُهَا
وَتَرْكُ الذُّنُوبِ حَيَاةُ الْقُلُوبِ
وَخَيْرٌ لِنَفْسِكَ عِصْيَانُهَا

جان سے پیارے بھائیو! اگر آپ استحضار کا ملکہ چاہتے ہیں، مضبوط حافظے کی آرزو ہے، قوتِ استدلال اور استنباط کی تمنا رکھتے ہیں اور دل کی بصیرت کے خواہشمند ہیں تو پھر ان کبیرہ گناہوں کو تو ترک کرنا ہی ہے، صغیرہ گناہوں اور معمولی کوتاہیوں کو بھی خیرباد کہنا ہوگا اور یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ برحق ہے کہ ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ﴾ ''تقویٰ دکھاؤ اور علمِ الٰہی سے مالا مال ہو جاؤ۔'' ...... ارحم الراحمین کی رحمتوں کی برکھا تو اترنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتی ہے، لیکن ہم خود ہی اُس کے آگے رکاوٹیں کھڑی کر دیتے ہیں، آیئے! ان معصیتوں کے کانٹوں اور رکاوٹوں کو اکھاڑ پھینکیں۔

صدق ما قال اللہ و قال الرسول و أستغفر اللہ لی و لکم و لسائر المسلمین.

(حبیب الرحمٰن، صف ثامن)

ایک کی اصلاح کر لیں!!!

تخلیقِ انسان قدرتِ الٰہیہ کا عظیم کرشمہ اور شاہکار ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ﴾ انسان کو اللہ تعالیٰ نے ہر اعتبار سے حسین وجمیل بنایا ہے، الّا یہ کہ وہ خود اسفل سافلین کے رستے کا انتخاب کرے۔ اللہ تعالیٰ کے اس پر انعامات و احسانات بے شمار اور ان گنت ہیں، فرمایا: ﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ ان گنت نعمتیں عطا کر کے اللہ تعالیٰ نے اسے بے کار ہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ اس کی رہنمائی بھی فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ ﴿لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ﴾ اور دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا﴾..... انھیں نعمتوں میں سے ایک عظیم ترین نعمت قلبِ انسان ہے۔ جسے جسمِ انسان میں مرکزی حیثیت حاصل ہے، یہ گوشت کا ٹکڑا ہڈی سے خالی ہے اور ہے بھی اکیلا لیکن جسم میں اس کی مثال ایک بادشاہ کی طرح ہے۔ جو حکم اس کی طرف سے اعضائے جسم کو ملتا ہے انھوں نے ویسا ہی عمل کرنا ہوتا ہے۔ اگر بادشاہ درست ہوگا تو اس کی رعایا بھی درست ہوگی اور اگر بادشاہ راہِ راست سے ہٹ جائے گا تو اس کے منفی اثرات اس کی رعایا پر بھی پڑیں گے۔ فرمانِ مصطفیٰ ﷺ ہے: «إِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ» ''جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے، جب وہ درست ہو تو سارا جسم درست رہتا ہے اور جب وہ خراب ہو تو سارا جسم خراب رہتا ہے، آگاہ رہو، وہ دل ہے۔'' لہٰذا اسے صحیح رکھنے اور خراب ہونے سے بچانے کی ہر ممکن تدبیر وسعی کرنی چاہیے۔ یہی اکیلا ٹکڑا جہاں اخلاص وتقویٰ کا مرکز ہے، وہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے چیکنگ کا بھی مرکز ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلٰى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ إِلٰى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ» ''یقیناً اللہ تعالیٰ تمھاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو تمھارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔'' انسان کو حیا کرنی چاہیے کہ لوگوں کے سامنے عزت بنانے کے لیے اپنے کپڑے اور بدن کو صاف رکھتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت بنانے کے لیے اپنے دل کو صاف نہیں رکھتا بلکہ چاہیے تو یہ تھا اس کا دل پاک صاف ہو، اعلیٰ ترین تقویٰ کا محل ہو۔ اس کا سب سے زیادہ اہتمام دین کے داعی، علماء اور طلباء کو کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ﴾ اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہیں رکھے کہ ایک دل میں اطاعت ہو اور ایک دل میں معصیت ہو۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ دل ایک ہی ہے اور اگر یہ گندا ہوگا تو اس میں علم کا نور نہیں آ سکتا۔ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (إِنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ يَقْذِفُهُ اللّٰهُ فِي الْقُلُوْبِ وَالْمَعْصِيَةُ تُطْفِئُ ذٰلِكَ النُّوْرَ) (الداء والدواء) امام مالک رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ سے کہا تھا: (إِنِّي أَرَى اللّٰهَ قَدْ أَلْقٰى عَلٰى قَلْبِكَ نُوْراً فَلَا تُطْفِئْهُ بِظُلْمَةِ الْمَعْصِيَةِ) (تاریخ مدینہ دمشق) یاد رکھیے گناہ پر گناہ کرنا دل کو مردہ اور اندھا کر دیتا ہے۔ جیسا کہ طبری میں حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے: (اَلذَّنْبُ عَلَى الذَّنْبِ حَتّٰى يَعْمَى الْقَلْبُ) گناہ انسان اس وقت کرتا ہے جب اس کو حقیر سمجھتا ہے، لہٰذا کسی بھی گناہ کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے، بلال بن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (لَا تَنْظُرْ إِلٰى صِغَرِ الْخَطِيئَةِ وَلٰكِنِ انْظُرْ مَنْ عَصَيْتَ)۔ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر تم اللہ سے ڈرنا اور گناہوں سے بچنا چاہتے ہو تو اپنے پانچ اعضاء کو گناہوں سے بچاؤ: زبان، کان، آنکھ، دل اور پیٹ۔ جب انسان گناہوں سے بچتا ہے، اس کا دل سلامتی والا بن جاتا ہے اور آخرت میں تو سلامتی والا دل ہی کام آئے گا، فرمانِ الٰہی ہے: ﴿اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ﴾۔ اللہ رب العزت سے یہ دعائیں مانگتے رہا کریں:

«اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ».

«اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا، أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا» اللہ تعالیٰ ہم سب کی اصلاح فرمائے۔ آمین!

(راقم الحروف: سعد عبدالشکور، الفصل الثامن)

(11 جولائی 2023ء)